Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:7 (1976)

تعارف و تبصرہ

تذکرۂ مصنفین درسِ نظامی : مصنف : اختر راہی

مطبع : حمایتِ اسلام ، سنِ طباعت : ۱۹۷۵ء ، صفحات : ۲۷۲

قیمت : چھ روپے ، ناشر : مسلم اکادمی ، لاہور ۔

پاکستان میں مدارسِ عربیہ کے بارے میں تحقیق و تصنیف کی ضرورت کافی عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی ۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ مسلم اکادمی لاہور نے اس کی طرف توجہ دی ہے اور وہ اس کام کو بحسن و خوبی انجام دے رہی ہے ۔ اکادمی نے اس سے پہلے "جائزہ مدارسِ عربیہ مغربی پاکستان" پیش کر کے اہلِ علم میں اپنا مقام پیدا کر لیا ہے ۔ اب اکادمی نے اسی سلسلے کی دوسری تصنیف "تذکرۂ مصنفین درسِ نظامی" شائع کی ہے ۔

کتاب کے آغاز میں درسِ نظامی کا مختصر تعارف اور درس کے نصاب میں شامل کتب کی فہرست دی گئی ہے ۔ اس کے بعد الف بائی ترتیب سے ان کتب کے مصنفین کے مختصر حالاتِ زندگی اور ان کی دیگر تصنیفات کا ذکر ہے ۔ یہ واقعہ ہے کہ ان معلومات کو یکجا کرنے میں راہی صاحب نے خاصی محنت کی ہے اور وہ ہم سب کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں ۔

اس موضوع پر یہ پہلی اور واحد کتاب ہے ۔ اس سے قبل اس کے کچھ مندرجات مضامین کی صورت میں البلاغ (کراچی)، الحق (اکوڑہ خٹک) اور محدث (لاہور) میں شائع ہو چکے ہیں ۔ چونکہ موضوع نیا ہے اور بدقسمتی سے پاکستان میں اس موضوع میں دلچسپی لینے والوں کی تعداد کم ہے اور اس وجہ سے معلوماتی وسائل بھی کمیاب ہیں اس لئے کتاب اکثر مقامات پر تشنہ رہ گئی ہے کتاب کے مطالعے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ایسی تصنیف جتنا وقت اور عرق ریزی چاہتی تھی وہ اسے مل نہیں سکی ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غیر حنفی خصوصاً مالکی علماء کے تذکرے بے حد تشنہ ہیں۔ مالکی علماء کے تذکروں مثلاً ابن فرحون کی الدیباج المذہب، احمد بابا کی نیل الابتہاج اور مخلوف کی شجرات النور الزکیہ سے قطعاً استفادہ نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مالکی علماء کے حالات میں ان کی تصنیفات کے اندراجات میں بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔ مثلاً صفحہ ۲۵ پر ابن حاجب کی تصنیف منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل کو منتقلی السوال والامال لکھا ہے، یہاں ایسی تمام غلطیوں کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح مشہور حنفی فقیہ ابو جعفر احمد طحاوی (ص ۳۶ - ۳۹) کی تصانیف میں اختلاف الفقہاء کا ذکر نہیں ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد نے شائع کی ہے۔ ہو سکتا ہے راہی صاحب کو اس کے علامہ طحاوی کی تصنیف ہونے میں شک ہو لیکن وہ اسی طرح اس کی وضاحت کر سکتے تھے جیسے انہوں نے اسحاق بن ابراہیم سے منسوب "اصول الشاشی" کا ذکر کر کے اس کے بارے میں علماء کا اختلاف نقل کر دیا ہے (ص ۵۸)۔

دوسری بات جو اس کتاب میں بے حد کھٹکتی ہے وہ اس کے حواشی کے اندراجات کا طریقہ ہے جو انتہائی غیر تسلی بخش ہے۔ ان میں محولہ کتاب کے بارے میں مکمل معلومات نہیں اور یہ اس طرح اور بھی معیوب ہو گئی ہے کہ کتابیات میں ان تمام کتابوں کا احصاء نہیں کیا گیا جو حواشی میں مذکور ہیں۔ کتابیات کے اندراجات بھی نامکمل ہیں خصوصاً رسائل کے مقالات کے حوالے بالکل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ کتابیات میں بعض ایسے مراجع کا ذکر نہ ہونا جن کے بغیر کوئی بھی تحقیقی کتاب مکمل نہیں ہو سکتی تعجب انگیز ہے۔ مثال کے طور پر بروکلمان کی تاریخ ادبیات عربی کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ کتاب اصل جرمن میں ہے لیکن اس کا عربی ترجمہ حواشی اور اضافے کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اس کی کئی جلدیں آ چکی ہیں۔

کتابت و طباعت کا معیار انتہائی غیر تسلی بخش ہے۔ موضوع کی اہمیت اور مصنف کی محنت کے لحاظ سے یہ کمی بے حد کھٹکتی ہے۔

تاہم یہ باتیں ایسی ہیں کہ دوسرے ایڈیشن میں ان کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال ان سے اس کتاب کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ کتاب اس لائق ہے کہ مدرسوں کے نصاب میں داخل کی جائے اور تمام کتب خانوں میں اسے رکھا جائے۔ (محمد خالد مسعود)